رسول کریم ﷺ کی تشریعی زندگی

محمد شریف سیالوی

تشریعی زندگی سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے وہ پہلو ہیں، جن کا تعلق قانون سازی ، قانون کی تعبیر و تشریح ، تعلیم احکام اور ان کا نفاذ اور وسیع تر مفہوم میں قانونی معاملات کی بنسبت راہنمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض نبوت میں سے ہے ، تعلیم کتاب و حکمت ، اور حکمت اپنے جامع مفہوم میں احکام و قوانین کو شامل ہے۔ یہ احکام انفرادی حیات انسانی اور انسانوں کے مابین تعلقات اور معاملات کے لئے قواعد عمل مہیا کرتے ہیں ، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تطبیق احکام کے ضمن میں اصول و ضوابط پر راہنمائی بھی فرمائی ، یہی قواعد استنباط اصول فقہ کا موضوع قرار پاتے ہیں۔ معلم احکام کی حیثیت کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور قاضی حکم اور حاکم تشریعی زندگی کا شاندار اسوہ چھوڑا ہے۔

اسلامی نظام قانون میں انسانوں سے متعلق احکام اوامر و نواھی (Dos & Donots) کا اصل سرچشمہ منشا باری تعالی (Divine Will) ہے۔ خلق و امر ھر دو کی سزا وار صرف اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

,,الا له الخلق و الامر "

(الاعراف ۵۴)

,, ان الحكم الا لله "

(یوسف ۴۰)

اللہ تعالی نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قانون سازی اور حلت و حرمت کے اختیارات تفویض فرمائے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امور کے کرنے کا حکم دیا اور جن امور سے منع فرمایا وہ منشاء باری تعالی کے عین مطابق ہیں ۔ یوں قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی وحی کی ایک نوع ہے جسے وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے :۔

,,وماينطق عن الهوىٰ ان هو الا وحى يوّحىٰ "

(النجم ۳، ۴)

خود حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

فوالذى نفسى بيده ما يخرج منه الاحق (۱)

قرآن مجید کی آیات :

,,الذين يتبعون الرسول النبى الامى الذى يجدونه مكتوبا عندهم فى التوراة والانجيل يا مرهم بالمعـروف وينهاهـم عن المنكر ويحل لهم الطيبات و يحرم عليهم الخبائث ويضع عنهم اصرهم والاغلال التى كانت عليهم "

(الاعراف ۱۵۷)

میں ,,يحل لهم الطيبات و يحرم عليهم الخبائث" کے کلمـات حضور علیہ الصلوۃ و السلام کے تشریعی اختیارات پر نص ہیـں ۔ تحلیل و تحریم کی نسبت جیسے اللہ رب العزت کی طرف ہے ، ایسے

هی ان کی نسبت حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی روا ہے۔ ہر دو سے ثابت احکام واجب التّعمیل ہیں ، قرآن مجید میں اس امر کی تصریح ہے ،

,,وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا
(الحشر ٧)

یوں حکم الٰہی اور حکم رسول میں تفریق روا نہیں ۔ انکار حدیث کے فتنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار فرمایا دیا تھا۔ کہ :

(الاھل عسی رجل یبلغہ الحدیث منی وھو متکئی علی اریکتہ فیقول بیئناو بینکم کتاب اللہ فما وجدنا فیہ من حلال استحللناہ وما وجدنا فیہ من حرام حرمناہ ، الا وان ماحرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی حرم اللہ (٢)

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریعی حیثیت پر متعدد آیات شاھد ھیں ، اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم واجب ہے ، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت پر عذاب اور فتنہ کی وعید ہے۔

,,من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء ٨٠)،،
یاایہا الدین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول (النساء ٥٩)
فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ اویصیبہم عذاب الیم،، (النور ٦٣)

یہ امر تو طے شدہ ہے کہ احکام کا اصلی ماخذ قرآن مجید ہے ، اس کے بعد درجہ سنت کا ہے ، سنت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اور طرز عمل ہے ، جو انسانی حیات کے مختلف شعبوں میں راھنمائی کرتا ہے۔ سنت کا بنیادی وظیفہ قرآن مجید کا بیان ہے۔

,,وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزّل الیہم ،،

(النحل ـ ۴۴)

اس لئے سنت سے ثابت کوئی حکم ایسا نہیں جس پر قرآن کریم نے اجمالاً یا تفصیلاً راهنمائی نہ فرمائی ہو ـ قرآن مجید کے ارشاد

انک لعلی خلق عظیم (القلم/ ۴)

کے ضمن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تفسیر ,,کان خلقہ القرآن ،، سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کےاخلاق عظیمہ کو قرآن مجید میں منحصر کرنے میں اس امر پر دلالت مقصود ہے ، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ، فعل اور تقریر قرآن کی طرف راجع ہیں ـ (۳)

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ,,قرآن کا بیان ،، ہونے سے مراد یہ ہے کہ ـ (الف) سنت احکام قرآنی کی تفسیر و تشریح کرتی ہے (ب) بعض نئے احکام کو قرآن میں مذکور دو اصولوں میں سے کسی ایک اصل کے ساتھ لاحق کرتی ہے ، (ج) منصوص احکام قرآنی پر بطریق قیاس نئے احکام کا اثبات کرتی ہے ـ

سنت رسول قرآن مجید کے لئے بمنزلہ تشریح کے ہے ـ اور تشریح ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ سُنت قرآن مجید کے مجمل کی تفصیل ہے ، یا قرآن کے کسی حکم کی تفسیر ہے ، بایں معنیٰ کہ قرآن کا حکم عموم پر مشتمل ہے ، سنت اسکی تخصیص کرتی ہے ، یا قرآن کا حکم مطلق ہے ، سنت سے اسکی تفسیر ہوتی ہے مثلاً قرآن مجید کا حکم اقامت الصلوۃ کے بارے ,,اقیمو الصلوۃ ،، مجمل ہے ، اسوہ رسول نے اوقات نماز اور تعداد رکعات کے بیان سے اسکی تفصیل کر دی ہے ـ قرآن مجید کا حکم ,,یوصیکم اللہ فی اولاد کم الخ،، وراثت کے بارے میں اولاد کے لئے عام ہے ـ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے،، لایرث القاتل ،، سے اس کی تخصیص کر دی یعنی اولاد میں سے اگر کوئی

اپنے مورث کا قاتل ہے تو وہ وراثت سے محروم ہے ، آیت ,,السارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما،، مطلق ہے احادیث نے مال مسروقه کو بقدر نصاب اور قطع ید کو کلائی کے جوڑ تک کی قیود سے مقید کر دیا ۔

سنت کا ایک وظیفه یه بھی ہے که کسی نئے واقعه کے حکم کو قرآن مجید میں مذکور دو اصولوں میں سے کسی ایک سے متعلق کر دے جیسے قرآن مجید کی آیت ,,یحل لھم الطیبات و یحرم علیھم الخبائث ،، سے پته چلتا ہے که تمام طیب اور پاکیزه اشیاء حلال ھیں ، تمام پلید اور نجس اشیاء حرام ھیں ، حدیث نے ,,کل ذی ناب من السباع،، کو دوسرے اصول کے ساتھ متعلق کر کے شیر ، گدھے وغیره کو حرام کے حکم کے ساتھ لاحق کر دیا اور خرگوش کو پہلے اصل کے ساتھ لاحق کر کے حلال قرار دیا ۔ (۴)

سنت رسول سے بعض احکام ایسے بھی ملتے ھیں ، جو قرآن مجید کے منصوص احکام پر بطریق قیاس ثابت ہوتے ھیں ، مثلاً قرآن مجید کی آیت ,,حرمت علیکم امھاتکم الخ،، میں محرمات کے بیان میں دو حقیقی بہنوں کو ایک نکاح کے تحت جمع کرنا بھی ہے ، اسکی حرمت کی علت اور حکمت یه ہے که اس سے قطع رحمی لازم آتی ہے ، چنانچه رسول الله صلی الله علیه وسلم نے اس قرآنی حکم پر قیاس کرتے ہوئے خاله اور بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام قرار دیا ۔ اس حرمت کی علت پر تنبیھه کرتے ہوئے فرمایا ,,ان فعلتم ذلک قطعتم ارحامکم (۵) ۔

مذکور امثله سے قرآن فہمی کے ضمن میں رسول اکرم کے تشریعی کردار۔یعنی آپ کے اقوال و افعال اور تقریرات کی اھمیت واضح ھو جاتی ہے ۔

رسول کریم صلی الله علیه وسلم نے اپنے اسوه سے احکام قرآن اور شریعت اسلامیه کے پانچ مقاصد یعنی دین،جان ، عقل عزت و آبرو ،

اور مال کی حفاظت کے لئے باقاعدہ معاشرہ تشکیل فرمایا ، ان مقاصد واھداف تک رسائی کے لئے احکام کا عملی نفاذ ھوا اور احکام کے نافذ کرنے والے اداروں اور افراد کو ضروری تربیت بھی دی گئی ، نت نئے پیش آنے والے مسائل سے نپٹنے کے لئے قواعد استنباط اور کلیات تعلیم فرمائے گئے ـ چونکہ شریعت اسلامیہ میں مصدر قانون قرآن مجید ہے ، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی تعلیم اور اس سے استنباط احکام کے اصول کے بارے میں بھی خصوصی اہتمام فرمایا ـ

مکی دور میں اگرچہ قرآنی احکام زیادہ تر عقائد سے متعلق تھے ، تاھم عبادات اور آداب اسلامی کی تعلیم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مراکز قائم فرمائے ، روایات کے مطابق رافع بن مالک انصاریؓ مدینہ سے واپس آئے ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی تعلیم حاصل کی ، پھر مدینہ لوٹے اور تدریس کا سلسلہ شروع کیا ، لیکن انصار نے اس پر اکتفا نہ کیا ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا کہ آپ کوئی ایسا شخص ھمارے ھاں روانہ فرماویں ، جو ھمیں دین کی فقہ یعنی سوجھ بوجھ دے سکے ، اور ھمیں قرآن پڑھا سکے ، چنانچہ آپ نے مصعب بن عمیرؓ کو ان کے ھاں بھیج دیا ـ (٦)

تیسرے سال ھجرت میں قارہ قبیلے کا ایک وفد حاضر خدمت ھوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھمارے ھاں اسلام روز بروز بڑھ رھا ہے ـ اس لئے ھمارے ساتھ صحابہؓ کی ایک جماعت روانہ فرماویں ، جو ھمیں دین کی فقہ دے سکیں ـ ھمیں قرآن مجید پڑھائیں ، اور شرائع اسلام یعنی احکام کی تعلیم دیں ، چنانچہ آپ نے ان کے ھمراہ چھ صحابہ کی جماعت کو روانہ فرمایا ، اسی طرح

نجران سے ایک وفد آیا ، اور درخواست کی کہ آپ ان کے همراہ کسی ایسے شخص کو بھیج دیں جو انھیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے سکے ، آپ نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو ان کے سپرد کیا اور فرمایا کہ یہ اس امت کے امین ھیں (۷)۔

جب آپ فتح مکہ سے لوٹے تو مکہ میں عتاب بن أسیدؓ کو اپنے پیچھے چھوڑا ، ازاں بعد معاذ بن جبلؓ کو بھی ان کے ساتھ کر دیا تاکہ وہ لوگوں میں دین کی فقہ یعنی سوجھ بوجھ پیدا کر سکیں ، اور انھیں قرآن کی تعلیم دے سکیں ۔ (۸)

ان حقائق کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ احکام و قوانین کی تعلیم کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قبائل اور علاقوں میں تربیت یافتہ معلمین روانہ فرمائے اور خود مدینہ شریف میں تعلیم احکام کا سلسلہ جاری رکھا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام کی تعلیم اور قضاء کی تربیت دی ، اور جب کبھی کسی قبیلے یا علاقے کی طرف سے ضرورت ہوتی تو ان اصحاب میں سے کسی کو بطور معلم یا قاضی یا عامل متعلقہ علاقے یا قبیلے کی طرف بھیج دیا جاتا ۔

معاذ بن جبلؓ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو آپ نے پوچھا ,,بم تقضی قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد قال فبسنۃ رسول اللہ قال فان لم تجد قال اجتھد برأیی لا آلو ،، رسول اللہ نے معاذ بن جبلؓ کے اس جواب پر تحسین و تصویب فرمائی کہ الحمداللہ الذی وفق رسول رسول اللہ لمایرضی اللہ

نجران میں عمرو بن حزم کو بھیجا گیا ، جہاں انہوں نے دینی اور انتظامی امور سر انجام دیئے اور اسلام قبول کرنے والوں کی تعلیم و تربیت بھی کی ، بحرین میں حضرت العلاء نے انتظامی ، مالی ، دینی

اور تعلیمی فرائض سر انجام دیئے ، (۹) حضرت علی نے یمن میں بطور قاضی جانے کے واقعہ کو بیان کیا ، ,,قال بعثنی رسول اللہ الی الیمن فقلت یا رسول اللہ تبعثنی وانا شاب اقضی بینھم ولا ادری ما القضاء قال نضرب بیدہ فی صدری ثم قال اللھم اھد قلبہ وثبت لسانہ قال فما شککت بعد فی قضاء بین اثنین ،، (۱۰)

اس باب میں متعدد اور بھی روایات ملتی ھیں ۔ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ حضور نے علم الاحکام کی اھمیت پر بارھا مرتبہ تاکید فرمائی ، اس علم کو عام کرنے والوں کی تحسین کے ساتھ ساتھ اس علم کے فروغ میں کوتاھی کرنے والوں اور اس کے سیکھنے میں غفلت کرنے والوں کی شدید مذمت کی ۔ ایک خطبہ میں فرمایا ,,ان لوگوں کا کیا حال ھوگا ، جو اپنے پڑوسیوں کو دین کی فقہ یعنی سوجھ بوجھ نہیں دیتے نہ انھیں پڑھاتے ھیں اور نہ نصیحت کرتے ھیں ۔ نہ انھیں نیکی کا حکم کرتے ھیں اور نہ برائی سے روکتے ھیں اسی طرح حال ہے ان لوگوں کا جو اپنے پڑوسیوں سے نہ سیکھتے ھیں ، اور نہ تفقہ فی الدین حاصل کرتے ھیں اور نہ ان سے نصیحت لیتے ھیں ، بخدا ھر شخص اپنے پڑوسیوں کو ضرور تعلیم دے اور ھر شخص اپنے پڑوسیوں سے ضرور علم سیکھے ، ورنہ انھیں دنیا میں ھی جلد سزا دونگا ۔ (۱۱)

معلم احکام کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصادر احکام اور ان کی درجہ بندی کو بھی متعین فرمایا ۔ متعدد احادیث تمسک بالقرآن اور اتباع سنت پر دلالت کرتی ھیں ، گویا مصادر احکام میں سے پہلا درجہ یا مصدر اصلی تو قرآن مجید ہے ، اس کے بعد مرتبہ سنت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا ہے۔ دیگر مصادر یعنی حکم شرعی معلوم کرنے کے وسائل مثلاً اجماع ، قیاس ، استحسان اور استصلاح وغیرہ اور طرق استنباط جنھیں ، ,,اجتہاد،،

کے باب میں شمار کیا جاتا ہے ، ان سب کی مشروعیت اور حجیت پر اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا عمل موجود ہے۔

تعلیم احکام کے حوالے سے کتب حدیث کے ابواب اور مضامین اس امر کے گواہ ھیں ، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تشریعی نظام دیا وہ انفرادی ، اجتماعی اور عالمی انسانی برادری کے مسائل کے حل اور تنازعات کے تصفیہ میں فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشتمل ہے ایسے احکام پر

الف) جو خالق اور بندے کے تعلق پر مرتب ہوتے ھیں یعنی عبادات ،

ب) جو انسانوں کے افراد خانہ اور گھریلو تعلقات کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ھیں ، یعنی عائلی احکام ،

ج) جو انسانوں کے باھمی معاملات سے وجود میں آتے ھیں ، یعنی معاھد اور جرم و سزا کے احکام .

د) جو شہری اور ریاست کے باھمی تعلق سے جنم لیتے ھیں ، یعنی آئین و دستوری اور انتظامی و اداری احکام

ہ) جو ریاستوں کے زمانہ جنگ و امن کے باھمی تعلقات کو زیر بحث لاتے ھیں ، یعنی قانون بین الاقوام

انسانی زندگی کی ان متعدد اور متنوع جہتوں کے حوالے سے تشریعی امور میں اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راھنمائی بہت جامع ہے۔ جزی مسائل اور واقعات تو ھر دور میں پیدا ہوتے رھیں گے اس لئے حضور نے ,,اجتہاد اور کلیات،، کی تعلیم سے نئے واقعات کی بنسبت شرعی احکام جاننے اور ان کے نفاذ کی راھیں متعین فرما دیں۔ چند ماثور کلیات درج ذیل ھیں ۔

,,لا ضرر ولا ضرار ،، البینه علی المدعی و الیمین علی من انکر،، ، ,,انما الاعمال بالنیات ،، ، ,,ان اللہ وضع عن امتی

الخطاء والنسیان وما استکر ھوا علیه ،، ،،المشقة تجلب التیسیر،،
موخــر الــزکر قاعدہ زید بن خالد الجہمی کی روایت سے
مستفاد ہے۔

فرمایا ،،سمعت رسول اللہ یقول لولا ان اشق علی امتـی لامـرتہم
بالسواک عند کل صلوۃ ولاخرت العشاء الی ثلث اللیل (۱۲)

عقود (بیع ، اجارہ ، رہن وغیرہ) اور ضمانات و جنایات کے
ضمن میں اس نوع کے متعدد کلیات و ضوابط کتب السنة میں موجود
ہیں ، جن کا علم داد رسی کے عمل میـں قاضـی کے لئے از بس
ضروری ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیه وسلم کی تشریعی حیات کی ایک
دوسری جہت بطور قاضی لوگوں کے مابین اٹھنے والے جھگڑوں اور
تنازعات کا تصفیه ہے ، قرآن مجید میں آپ کی اس حیثیت کو متعدد
پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔

انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ
(النساء ـ ۱۰۵)

انما کان قول المومنین اذادعوا الی اللہ و رسوله لیحکم بیہنم ،،
(النور ۵۱)

فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم،،
(النساء ـ ٦۵)

وماکان لمومن ولا مومنة اذاقضی اللہ و رسوله اصرا ان یکون لہم
الخیرۃ من امرھم ،، (الاحزاب / ٣٦)

فان تنازعتم فی شی فردوہ الی اللہ و رسوله (النساء ۵۹)

آیات درج بالا سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم کے لئے قاضی کی حیثیت سے لوگوں کے مابین تنازعات کا فیصله

کرنا بھی منصب نبوت میں داخل ہے ، نیز آپ کی حیثیت محض ثالث کی نہیں کیونکہ آپ جو فیصلہ فرمائیں اور اس پر ڈگری صادر فرمائیں اسکی مخالفت قطعاً جائز نہیں ، گویا آپ کا حکم ہر حال میں وجوبی طور پر نافذ العمل ہوتا ہے، یعنی اس کا نفاذ فریقین کی رضامندی پر موقوف نہیں ۔

کتب حدیث میں کتاب القاضی اور اداب القاضی کے مضامین قاضیوں سے متعلق ہدایات پر مشتمل ہیں ۔ مثلاً یہ کہ قاضی کو غضب اور غصے کی حالت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہئیے (١٣) اور یہ کہ محض دعوی کی بنیاد پر فیصلہ صادر کرنا درست نہیں تاآنکہ ضروری طریق کار یعنی بینہ (گواہ) یا یمین سے حق کا تعین نہ کر لیا جائے ، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اثبات حق یا اثبات جرم کے لئے مخصوص طریق کار کے لازمی ہونے کی اہمیت کو بیان فرمایا

,,لو یعطی الناس یدعوا ہم ادعی ناس دماء رجال و اموالہم ولکن الیمین علی المدعی علیہ ،، (١٣)

یہ کہ قاضی فریقین مقدمہ کے ساتھ مساوی سلوک رکھے ، یہ کہ شک کا فائدہ ہمیشہ ملزم کو دیا جائے کیونکہ امام کا معافی میں غلطی کرنا سزا دینے کی غلطی سے بہتر ہے ، (١٥) غرض قاضی کے تصفیہ مقدمات اور نفاذ حدود میں حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے راہنما اصول بیان فرمائے ، نیز قرآن میں وارد سزاؤں کو آپ نے خود جاری فرمایا ، ان سزاؤں کا تعلق چوری ، زنا شراب نوشی ، قتل اور زخموں سے ہے ۔

صفوان بن امیہ کے کپڑے چوری کرنے والے پر عدالتی جرح کے نتیجے میں جرم ثابت ہوا تو ہاتھ کاٹنے کی سزا دی گئی (١٦)۔ ماعز بن مالک کو رجم کیا گیا ، ایک غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑے

لگائے گئے جب کہ اس کے خلاف زنا کا جرم ثابت ہو چکا تھا (۱۷)

ابو نعیم کو شراب نوشی پر چالیس کوڑے سزا ہوئی (۱۸)

عہد رسالت میں صرف مسلمان ھی نہیں بلکہ یہودی جو اسلامی ریاست کے باشندے تھے ، اپنے جھگڑے اور دعوے رسول اکرم کی خدمت میں تصفیہ کے لئے پیش کرتے تھے ، چنانچہ ایک یہودی نے ایک یہودی عورت سے زنا کیا تو وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ نبی انہیں اس سزا سے آگاہ کریں جو ان پر لاگو ہو گی ، نبی پاک نے تورات کے مطابق سزا سنائی جس کی رو سے وہ رجم کی سزا کے مستحق تھے ، جو اسی وقت نافذ کر دی گئی (۱۹) قتل پر قصاص میں سو اونٹ مقرر فرمائے ۔

ایسے تمام تنازعات میں آپ قرآن حکیم کی تعلیمات کے مطابق حکم صادر فرماتے لیکن جب کوئی نص قرآنی موجود نہ ہوتی تو آپ اللہ رب العزت کی طرف سے تفویض شدہ تشریعی اختیارات کے ساتھ ان واقعات کی بنسبت خود احکام وضع کر لیتے ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریعی زندگی میں بحثیت حاکم اور معاہد ، مواثیق ، فیصلے اور آئینی و انتظامی فرامین بھی کئی احکام و قوانین پر راھنمائی کرتے ھیں ۔ کتب سیرت میں بہت سے ایسے واقعات مذکور ھیں جن میں حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور حاکم اور سربراہ ریاست کے کردار ادا کیا یہاں حوالے کی غرض سے ,,میثاق مدینہ ،، کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ یہ میثاق یہودیوں ، عیسائیوں ، اور مسلمانوں کے مابین طے پایا یہ کل باون (۵۲) دفعات پر مشتمل ہے۔

,,جب بھی تم میں کسی معاملہ میں اختلاف پیدا ہو تو وہ معاملہ اللہ اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جائے ،، ۔ (۲۰)

یه ہر دو دفعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاکم ہونے اور شرکاء معاہدہ کے تنازعات کو قطعی طور پر طے کرنے کے کی حیثیت کی بھر پور عکاسی کرتی ہیں ۔

وضع احکام اور تصفیہ مقدمات کے سیاق میں ایک اور حیثیت جس پر تاریخی شواہد مل سکتے ہیں ، وہ حکم یا ثالث کی ہے ، حضور رسالتماب کو اپنی صداقت اور امانت کے باعث تمام اہل مکہ کا اعتماد حاصل تھا ، چنانچہ آپ کی ثالثی سے ہی حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب کرنے کے بارے میں مختلف قبائل کے اختلاف کو رفع کیا گیا (۲۱) ابن سعد نے لکھا کہ نبی اکرمؐ کی خدمت میں بعثت سے پہلے کچھ مقدمات پیش کئے گئے تھے (۲۲) یہ بات اس لحاظ سے بھی قرین قیاس ہے کہ اسلام سے پہلے بھی مکہ اور مدینہ میں معززین کی نگرانی میں ثالثی کا نظام رائج تھا ۔

احکام کی تعلیم اور تشریح کے حوالے سے اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں متعدد واقعات ملتے ہیں ۔ جن میں آپ سے کسی نئے وقوعہ یا اختلاف یا نزاع میں استفتاء کیا گیا یا اس خاص امر کی بنسبت حکم شرعی جاننے کی درخواست کی گئی ، تو آپ نے قرآن مجید یعنی وحی یا اجتہاد سے اس امر کی بابت حکم بیان فرمایا ، قرآن مجید میں اس نوع کے استفسار پر جو آیات نازل ہوئیں وہ بالعموم ,,یسئلونک،، سے شروع ہوتی ہیں ، جیسے حرمت خمر ، حیض اور وجوہ انفاق وغیرہ کے ، احکام ہیں ، احادیث میں بھی اس نوعیت کے استفسارات ملتے ہیں ، چنانچہ آپ نے اس طرح وراثت (۲۳) ملکیت زمین ، (۲۴) کنویں کے پانی کے حق وغیرہ (۲۵) جیسے مسائل کے تفصیلی احکام بیان فرمائے ۔

حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تشریعی حیثیت میں جو نظام قانون و عدل عطا فرمایا وہ دیگر قوانین موضوعہ سے کئی

لحاظ سے ممتاز ہے، ذیل میں چند وجوہ امتیاز کو ذکر کیا جاتا ہے۔

١۔ حکم یا قانون اپنی اصل کے اعتبار سے منشاء باری تعالی کا نام ہے۔ جس پر قرآن و سنت کی نصوص دلالت کرتی ھیں البتہ جن واقعات کے بارے میں کوئی نص اور صراحت نہ ھو تو حکم شرعی معلوم کرنے کے لئے قیاس،استحسان ، اجتہاد اور دیگر قواعد و کلیات کو بطور وسیلہ استعمال میں لایا جاتا ہے، یہ ذرائع بھی ایک حد تک مرضی رب کے تعین میں مدد دیتے ھیں ، بخلاف قوانین موضوعہ کے کیونکہ سیکولر نظام میں مقتدر اعلی ، عوام ، یا پارلیمنٹ یا آمر بادشاہ ھوتا ہے، اس لئے قانون کا حقیقی سرچشمہ بھی وھی ادارے یا افراد ھیں یوں ، وہ قوانین ان اداروں یا افراد کی مرضی (Will) پر مشتمل ھوتے ھیں ۔

٢ ۔ مذکورہ بالا خصوصیت کے نتیجہ میں شریعت اسلامیہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نظام قانون و عدل میں حاکم و محکوم عربی و عجمی، کالے و گورے امیر و غریب کا فرق کئے بغیر قانون ھر ایک پر یکساں لاگو ھوتا ہے ، گویا دوسرے معنوں میں انسانی مساوات کے اصول ھر قانون کی حکمرانی (Rule of Law) کا صحیح تصور ھمیں اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ملتا ہے۔ بنی مخزوم کی ایک عورت نے جب چوری کا ارتکاب کیا لوگوں کے کہنے پر حضرت اسامہؓ سفارش کے لئے حاضر ھوئے تو آپ کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ھو گیا، اور فرمایا، ,,اے لوگو!ھم سے پہلے لوگ اس لئے ھلاک ھو گئے کہ جب ان میں سے کوئی بلند مرتبہ ، طاقتور انسان چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور شخص چوری کرتا تو اس پر حد عائد کر دیتے ۔ بخدا اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کا ارتکاب کرتی تو میں اس کا ھاتھ بھی کاٹ دیتا۔،،(٢٦)

۳ ـ فوجداری مقدمات میں انفرادی ذمہ داری کا اصول کار فرما ہے۔ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے، ایک شخص کے جرم کی سزا کسی دوسرے شخص کو نہیں دی جا سکتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ,,الا لایجنی جان الاعلی نفسہ ،، (۲۷) قرآن مجید کا حکم لاتزر وازرۃ وزار اخریٰ ،، اسی اصول کی تاکید کرتا ہے۔

۴ ـ قرآن و سنت اور دیگر ماخذ احکام سے شریعت اسلامیہ کے دوام و استمرار اور جامعیت و ھمہ گیری کا ثبوت ملتا ہے، یعنی بلا قید زمان و مکان یہ احکام بشری تقاضوں کا ساتھ دیتے ھیں، اور انسانی ضرورتوں کو پورا کرتے ھیں،

۵ ـ یہ نظام اپنے متنوع ماخذ کے اعتبار سے استمرار و تبدل (Continuity & Change) نیز سختی اور لچک (Ridigity & Flexibility) جیسی خصوصیات کو بیک وقت شامل ہے۔

٦ ـ جرم و سزا میں حدود و تعزیرات کا متناسب اور متوازن اسلامی فلسفہ حقیقی عدل کے قیام کی یقینی ضمانت مہیا کرتا ہے۔

۷ ـ احکام شریعت محمدی میں بنیادی ضابطہ ان کا قابل عمل ھونا اور انسانی طاقت اور استعداد کے دائرکار کے تحت ھونا ہے۔ مزید برآں اسوہ رسول پاک سے یسر، سہولت آسانی کو اجرائے احکام میں ترجیح حاصل ہے ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ھیں، ,,ماخیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امرین الا اختار الیسر ھما ،، (۲۸)

۸ ـ احکام شریعت کو بمقابلہ قانون وضعی (Positive law) کے یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان میں اخلاق اور حاسۂ اخلاق یعنی ضمیر کا بہت عمل دخل ہے، نیز آخرت کی جو ابدھی کا تصور احترام قانون اور پابندی احکام کو یقینی بنا دیتا ہے۔

اس ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ حضور کا اسوہ حسنہ تشریعی پہلو سے بھی اس قدر جامع ہے کہ قانون اور نفاذ قانون سے متعلق کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کی آپ نے راہنمائی نہ فرمائی ہو۔ اس پس منظر میں آپ نے مقنن ، حاکم ، قاضی معلم احکام کی حیثیت سے جو اصول و ضوابط ، کلیات و اھداف، اور مقاصد بیان فرمائے وہ ایک مستحکم ، مربوط، آسان ، اور اصول عدل پر مبنی نظام قانون کی تشکیل کرتے ھیں ، امت مسلمہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے ، کہ وہ خاتم الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیه وسلم کے تشریعی اسوۃ کی روشنی میں انفرادی و اجتمــاعی امور میں قانون سازی کے عمل کو آگے بڑھائیں ۔

مآخذ

۱ ـ سنن ابی داؤد ، کتابة العلم

۲ ـ جامع الترمذی ، ابواب العلم : ج ۲ ص ۹۱

۳ ـ الشاطبی : الموافقات ، ۱۲/۳

۴ ـ حسین حامد : المدخل لدراسة الفقه الاسلامی مصر ، شرکة الطریجی ، ص

۵ ـ الشاطبی : الموافقات ، ۳۳/۳

٦ ـ محمد بن سعد : الطبقات الکبری ، بیروت ، دار صادر ، ۱۱۸/۲

۷ ـ ایضاً ۲۹/۱

۸ ـ مصطفی البابی الحلبی : السیرة النبویه ابن هشام ، مصر ، ۵۰۰/۲

۹ ـ عبدالحی الکتانی : التراتیب الاداریة ، بیروت ، ۱۳۳/۱ ، ۱٦۸

۱۰ ـ سنن ابن ماجه : کتاب الاحکام : ج ۱٦۸

۱۱ ـ علی بن ابی بکر الهیثمی : مجمع الزواید ، بیروت ، طبع دارالکتاب ، ۱٦۳/۱

۱۲ ـ جامع الترمذی : میر محمد کتب خانه ، کراچی ، ارم باغ ، ۵/۱

۱۳ ـ سنن ابن ماجه : کتاب الاحکام ، ۱٦۸/۲

۱۴ ـ ایضاً ۲/۱۶۹

۱۵ ـ الحاکم نیشاپوری : المستدرک ، ۲/۳۸۴

۱۶ ـ سنن ابن ماجه : کتاب الحدود

۱۷ ـ صحیح البخاری : الامام ، کتاب الاحکام حدیث ۲۱

۱۸ ـ ایضاً

۱۹ ـ المستدرک ۳/۳۶۵

۲۰ ـ ابن هشام : السیرة النبویه ، ۲/۱۴۹ ، ۱۵۰

۲۱ ـ ابن اثیر : الکامل ، ۲/۲۹

۲۲ ـ ابن سعد : الطبقات الکبری ، ۱/۱۰۲

۲۳ ـ سنن ابی داؤد ، الاقضیة حدیث ۷

۲۴ ـ سنن الترمذی : الاحکام حدیث ۳۸

۲۵ ـ ابن القیم : الطرق الحکمیة ، ص ۹۴

۲۶ ـ سنن ابن ماجه : الشفاعة فی الحدود حدیث ۱۸۶

۲۷ ـ سنن النسائی : کتاب القسامة حدیث ، ۳۰

۲۸ ـ صحیح البخاری : کتاب الفضائل باب صفة النبی (صلی الله علیه وسلم)